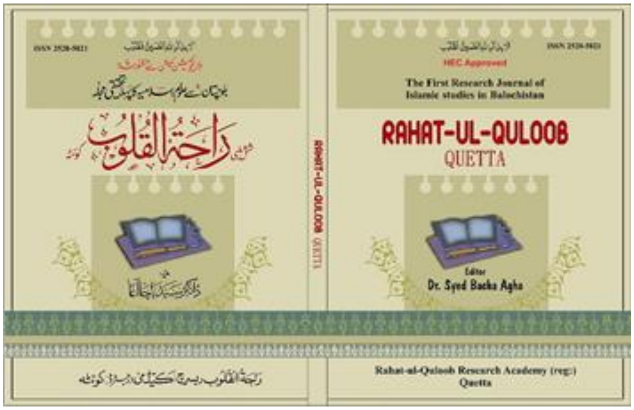

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

مولانا مفتی محمودؒ کی "تفسیر محمود" منہج اور خصوصیات

Style and characteristics of Mufti Mehmood's tafseer Tafseer e Mehmood

AUTHOR

1. Abdul Haq, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Science and Technology Bannu, Pakistan.
   Email: abdulhaq0022@gmail.com
2. Dr. Hafiz Abdul Qadoos, Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Science and Technology Bannu, Pakistan.
   Email: drqadoos2004@yahoo.com

How to Cite: Abdul Haq, & Dr. Hafiz Abdul Qadoos. (2022). URDU: مولانا مفتی محمودؒ کی "تفسیر محمود" منہج اور خصوصیات: Style and characteristics of Mufti Mehmood's tafseer Tafseer e Mehmood ". *Rahat-Ul-Quloob*, *6*(2), 157-168. https://doi.org/10.51411/rahat.6.2.2022/426

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/426

Vol. 6, No.2 || July–December 2022 || URDU-Page. 157-168

Published online: 06-08-2022

QR. Code

مولانا مفتی محمودؒ کی "تفسیر محمود" منہج اور خصوصیات

Style and characteristics of Mufti Mehmood's tafseer Tafseer e Mehmood

[1]عبد الحق   [2]حافظ عبد القدوس

ABSTRACT

Moulana Mufti Mehmood is considered to be one of the famous and best commentators about the interpretations of the Holy Quran from Dera Ismail Khan Khyber pakhtoon khawa. He was born in Dera Ismail Khan in 1919 in Paniala District of khyber Pakhtoon Khawa. He got his early Religious Quranic Education from Molvi sher Muhammad and Maulana Sha Abdul Aziz in Khanqah yasinzai .He went for getting Higher Religious Education to India darulaoloom e deoband and madrassa shahi muradabdad .where He received the knowledge's of Astronomy and logic from the great Islamic scholar maulana Syed Fakhruddin Amroohi, the Famous pupil of Maulana Syed Anwar shah Kashmiri and the prison mate of Moulana Syed Husain Ahmad Madani in Malta a country consisting of island in the Mediterranean. This Tafseer Basically consist of 1600 pages .it has also a long preface and covered up in three volumes over all. The above mentioned Tafseer is the translation of Maulana Ahmad Ali Lahori and the other interpretations of Mufti Mehmood. among his work TAFSEER E MEHMOOD has its own genius work of genius personality. Millions of copies have been published under the supervision of jamait publication Lahore. This tafseer is the compilation of masterpieces of jurisprudential thoughts (fiqi Mabahises). He is termed as Faqiul milat and Mufikar Islam. In this Paper indicated at different source for my article so that readers may expand their knowledge about the Quran and tafseer. This article is only about the Tafseer Mehmood and it will also throw light in its main characteristics.

Keywords: Mufti Mehmood, Tafseer Mehmood, jurisprudential thoughts, Faqihul millat, Mufikar Islam.

خاندان وسلسلہ نسب:

مفتی محمودؒ کے خاندان کا تعلق افغانوں کے مشہور قبیلہ ناصر سے ہے بنیادی طور پر یہ قبیلہ خانہ بدوش تھا جو سردیوں کے آغاز کے ساتھ ہی خیبر پختون خواہ اور پنجاب کے دہی علاقوں کا رخ کرتا اور مسلسل چھ ماہ تک مزدوری کیا کرتا۔ گرمیوں کے شروع ہوتے ہی افغانستان کا رخ کیا کرتا اور پھر چار مہینے گزار دیتے تھے اور درمیان میں دو ماہ آنے اور جانے میں لگتے تھے۔ [1]

مفتی محمود کی ولادت:

خلیفہ محمد صدیق کی پہلی شادی پنیالہ واقع ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب (معظم نامی گاؤں میں انجام پذیر ہوئی تھی ان سے ایک بیٹا احمد اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جب ان کی پہلی بیوی وفات پاگئی تو دوسری شادی ایک علمی اور دیندار گھرانے میں ہوئی اور وہ بھی اسی ہی پنیالہ میں ہو گئی۔

ان سے مفتی محمودؒ، خلیفہ محمد صاحب، حامد اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ حامد اور اس کی بہن بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے [2]۔ اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں حضرت مفتی محمودؒ کا نکتہ نظر یہ تھا کہ "میری پیدائش 6ربیع الثانی 1338ھ مطابق 1919ء میں ہوئی [3] اور یہی تاریخ پیدائش مولانا عبدالحکیم اکبری [4] نے ان کے والد محترم کے حوالے سے یہ بات لکھی کہ ان کے والد ماجد نے ان کا درست تاریخ پیدائش 6ربیع الثانی 1338ھ مطابق 1919ء ہے بذات خود ان کے والد ماجد نے مذکورہ تاریخ تحریر کیا اور سنبھال کر کے رکھ دیا۔ [5]

ابتدائی تعلیم:

مفتی محمودؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم کی شروعات ناظرہ سے کئے۔ اور اپنے والد محترم سے پڑھا۔ ساتھ ساتھ فقہ اور فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد صاحب اور مولوی شیر محمد صاحب سے پڑھ لئے۔ اس کی عمر جب چھ سال کی ہوئی تو انہیں پنیالہ کے مڈل سکول میں داخل کرایا گیا عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی جاری رکھی۔ وہ خود اپنی تعلیمی صلاحیتوں کی بنیاد پر ہمیشہ ہی اول پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ خود مفتی صاحب کا بیان ہے کہ "میں ہر جماعت میں سب سے اول پوزیشن حاصل کرتا رہا۔ [6]

سکول کی تعلیم سے فراغت کے بعد اپ صاحب کے والد محترم نے مفتی صاحب کو ابا خیل کے علاقے میں حضرت مولانا سید عبد العزیز شاہ صاحب کے ہاں بھیجا۔ شاہ صاحب نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ مفتی صاحب کو صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ اور علم منطق کے ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ شاہ صاحب کے دونوں صاحب زادے یار محمد اور جان محمد باقاعدہ مفتی صاحب کے ساتھ شریک درس ہوا کرتے تھے تین سال تک آپ صاحب شاہ صاحب کے ساتھ مدرسہ میں زیور تعلیم سے خود کو آراستہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس کے بعد خانقاہ یاسین زئی میں بھی انہوں نے تعلیم کا سلسہ جاری رکھا۔ اور یہاں آپ صاحب کے والد محترم، مولوی شیر محمد صاحب اور مولانا غلام رسول (جو کہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے) نے باقاعدہ پڑھایا اور انہوں نے شرح جامی، سلم العلوم، ہدایہ اولین اور حسامی تک کتابیں آپ صاحب نے یہاں پڑھ لیں۔

اساتذہ کرام اور تلامذہ کرام:

مفتی صاحب کے آساتذہ کرام میں سر فہرست مندرجہ ذیل آساتذہ کرام شامل ہیں خلیفہ محمد صدیق والد ماجد حضرت مفتی صاحب، مولانا شیر محمد اف پنیالہ، مولانا شیر محمد قندہاری، حضرت مولانا سید عبد العزیز شاہ صاحب، مولانا غلام رسول صاحب، حضرت مولانا عبد الغفور ترکئی غزنوی، مولانا عجب نور صاحب (بنوں کے منقولات اور معقولات کا نامور عالم دین)، مولانا سید محمد میاں صاحب، حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب (سابق صدر المدرسین، مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد اور دار العلوم دیوبند کے موجودہ شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین صاحب ایک مایہ ناز اور اونچے درجے کے محدث تھے)، حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب امروہی، حضرت مولانا قاری محمد عبد اللہ صاحب (مولانا قاری محمد عبد اللہ صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد میں علم قرأت میں کمال درجہ اور ان پر مکمل عبور حاصل تھا۔ مفتی صاحب نے قرأت سبعہ وعشرہ حضرت مولانا قاری محمد عبد اللہ صاحب سے پڑھیں۔ حضرت تھانویؒ بھی آپ کی علم القرأت کی مہارت کے آخر تک قائل رہے)۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے یوں تو ہزاروں کی تعداد میں شاگرد ہیں جنہوں حضرت مفتی صاحبؒ سے مختلف علوم وفنون میں نہ صرف

کسب فیض کیا بلکہ ان کے عظیم جدوجہد اور افکار کے بل بوتے پر ہر میدان میں آکر معاشرہ سدھارنے میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ان میں چند قابل ذکر تلامذہ درج ذیل ہیں: مولانا محمد موسیٰ خان البازی، صاحبزادہ محمود صاحب، مولانا سید حامد میاں صاحب، مولانا محمد رمضان میاں والی، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا نور محمد آف وانا جنوبی وزیرستان، خلیفہ محمد صاحب (مفتی صاحبؒ کے سب سے چھوٹے بھائی ہے جنہوں نے تمام درجوں کی کتب مفتی صاحب سے ہی پڑھی ہیں)، مولانا محمد اکبر صاحب، مولانا عبد القادر آزاد، مولانا مفتی عبد الطیف صاحبؒ، مولانا مفتی محمد انور شاہ صاحب، مولانا غلام یٰسین شاکر، مولانا عبد الرحمن فخر، مولانا جان محمد صاحب، مولانا در محمد، مولانا مفتی سعد الدین اور مولانا فضل الرحمن۔

مفتی محمودؒ کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم 19 جون، 1953ء کو ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے عبد الخیل میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم مفتی صاحب کے ساتھ ساتھ صوبہ خیبر پختون خواہ کے چوٹی کے مدرسہ جامعہ حقانیہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد انہوں نے جامعہ پشاور سے 1983ء میں اسلامک اسٹڈیز میں بی۔ اے کا امتحان امتیازی نمبروں کے ساتھ پاس کرکے اپنی لیاقت اور قابلیت کا لوہا منوایا۔ اس کے بعد وہ مصر کے جامعہ الاظہر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے جاکر تعلیمی میدان میں وسعت پیدا کرنے کی غرض سے داخلہ لیا۔ اور وہاں سے ایم۔ اے کا امتحان اعلی اور امتیازی نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔ وہاں انہوں نے مذہبی علم ذات میں تعلیم حاصل کرکے اس پر تحقیق کی۔ اور انہوں نے الازہر یونیورسٹی مصر سے ایم۔ اے (علم ذات) کی سند حاصل کی۔ پاکستان واپسی پر انہوں نے 1988ء کے عام انتخابات میں حصہ لے کر قوم نے ان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ انہوں نے 1988ء کے انتخابات جمعیت علما اسلام (ف) کے پلیٹ فارم سے پہلی دفعہ لڑے۔ تب سے 2018 تک آپ صاحب ہمیشہ پاکستان کی پارلیمنٹ میں بطور ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوتے رہے۔ انہوں نے مشہور تحریک ایم آرڈی میں بھی زبردست قائدانہ کردار ادا کیا جو جنرل ضیاء الحق کے خلاف میدان عمل میں اتری تھی جن میں ان کے ساتھ پیپلز پارٹی بھی شریک تھی جس کی پاداش میں وہ 2 سال تک جیل میں بھی رہے۔ عصر حاضر میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ مملکت خداداد پاکستان کی مذہبی سیاسی جماعت جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی امیر ہیں اور اپوزیشن تحریک پاکستان ڈیموکریٹ مومنٹ (پی ڈی ایم) کے سربراہ ہیں۔ مولانا فضل الرحمن انتہائی زیرک، سمجھدار اور ہر موضوع پر بے لاگ اظہار خیال کرنے والا سیاست دان ہیں۔ علماء و قراء و حفاظ و دین سے محبت رکھنے والے لاکھوں لوگوں کی انہیں نہ صرف تائید حاصل ہے۔[7]

وفات

حضرت مفتی صاحبؒ بھاری جسم کے مالک تھے پچاس سال کی عمر میں انہیں متعدد بیماریاں لاحق ہوئی جس میں سر دست شوگر کی بیماری بھی تھی۔ لیکن بعد ایک اور تکلیف یعنی پھیپڑوں میں پانی کا بھرنا تھا۔ جب بھی لیٹتے تو انہیں کافی تکلیف اور بوجھ محسوس ہو جاتی تھی۔ 24 اکتوبر 1980ء کو مفتی صاحب جب عبدل خیل سے ملتان پہنچے اور کچھ دیر قیام کے بعد 11 اکتوبر 1980ء کراچی کے لئے عازم سفر ہوئے۔ مفتی محمود صاحبؒ 14 اکتوبر 1980ء مطابق 4 ذی الحجہ 1400ھ بروز منگل دو بجے (بعد از دوپہر) کو کراچی میں وفات پاگئے۔ اس کی نمازہ جنازہ ڈیرہ اسماعیل خان میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے ادا کی۔ نمازہ جنازہ سے قبل قائد جمعیت کی باقاعدہ دستار بندی کی گئی۔ دستار بندی حضرت صاحبزادہ احمد صاحب خانقاہ یاسین زئی کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ نمازِ جنازہ میں اس وقت کے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق، چوہدری

ظہور الٰہی، چوہدری صفدر جنرل سوار خان، اور کرنل سالک کے ساتھ پہنچے۔ مولانا عبد اللہ درخواستیؒ کراچی سے عبدل خیل تک جبکہ نوابزادہ نصر اللہ خان ملتان سے عبدل خیل تک مفتی صاحب کے ساتھ شریک سفر رہے۔[8]

تعارف تفسیر محمودؒ:

تفسیر بنیادی طور پر شیخ القرآن مولانا احمد علیؒ لاہوری کے تفسیر کا ترجمہ اور علوم و معارف قرانیہ کا حسین مجموعہ ہے۔ لیکن اس میں مختلف جگہوں پر حضرت مفتی صاحب نے اپنی افادات کے عنوان سے ایک علیحدہ عنوان قائم کر کے فقہی، سیاسی اور علمی ابحاث کے دریچے کھول کر رکھے ہیں۔ یہ تفسیر تین جلدوں اور تقریبا سولہ سو صفحات پر مشتمل ہیں اس تفسیر میں مفتی صاحب نے مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تفسیری ترجمہ کے الفاظ بعینہ نقل کیئے ہیں۔

مقدمہ:

یہ حضرت مفتی صاحب کی پہلی کوشش ہے جیسے مولانا یوسف خان استاد حدیث جامعہ اشرافیہ لاہور اور مولانا حفیظ الرحمن مہتمم مدرسہ معراج العلوم بنوں کے پاس بھی ان کے ترجمے اور تفسیری نکات کے کچھ امالی تھے جنہیں منگوا کر زبردست انداز میں یہی بہترین اور نایاب کام سرانجام دیا گیا۔ تفسیر میں مفتی صاحبؒ نے فلسفہ فہم قران مجید کے مطابق اصطلاحات قرانی الفاظ کے معانی و مطالب فوائد تحقیقات کے تعارف اور ساتھ ساتھ فقہی انداز و فکر سے مزین اپنی معرکۃ الارء نظر و فکر کو بھی اسی تفسیر کا حصہ بنایا گیاہے۔ اس تفسیر کی تین جلدوں کی ترتیب یوں ہیں۔ اول: سورۃ الفاتحہ تا سورۃ المائدہ تک۔ دوم: سورۃ الانعام تا سورۃ الشعرآء تک۔ سوم: سورۃ النمل تا سورۃ الناس تک۔

اسلوب تفسیر محمودؒ:

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے جو محقق بھی کسی بھی عنوان پر کوئی قلم اٹھاتا ہے تو اسی عنوان کے متعلق اس کے ذہن میں ان تمام باتوں کا ایک نقشہ اور پریم ورک موجود ہوتا ہے۔ جس کے بل بوتے پر وہ مذکورہ عنوان پر خامہ فرسائی کرنے کے قابل بن جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کو صحیح طریقے کے مطابق احاطہ تحریر میں لانے اور ساتھ ساتھ تشریح کرنے کیلئے وہ ایک ایسا طریقہ کار اور منہج اختیار کرتا رہتاہے۔ جس کی وجہ سے متعلقہ تمام علمی اور تفسیری ابحاث کی وضاحت آسان اور قابل فہم انداز میں ممکن ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے اپنی شاہکار تفسیر "تفسیر محمودؒ" میں اپنا ایک انوکھا اور بہترین اسلوب وطریقہ کار اپنایاہے جس کی حتی المقدور تشریح اور وضاحت پیش خدمت ہے۔

1. تفسیر کا انتساب حضرت مفتی جمیل خان صاحب شہید کے نام پر ہو چکی ہے جنہوں نے حضرت مفتی صاحب کے تفسیری امالی کو بہترین انداز میں جمع کر کے ترتیب دیاہے۔
2. تفسیر کے تقریظات میں مولانا سعید احمد جلال پوریؒ، مولانا عبد الرزاق اسکندرؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، پروفیسر امجد علی شاکر، مولانا خواجہ خان محمدؒ اور امیر جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمن سرفہرست ہیں، جو کہ کل چالیس صفحات پر مشتمل ہیں۔
3. تفسیر کے تقریظات کے بعد فضیلت قرآن مجید، زمانہ نزول وحی، ترتیب قرآن مجید، مدنی اور مکی سورتوں کی تفصیل اور ساتھ ساتھ ان کا خلاصہ بھی اپنی بہترین انداز میں پیش کیا گیاہے۔

4. اس کے بعد قرآن مجید کے حفظ القرآن کا انتظام عہد نبوی ﷺ اور ابو بکر صدیق کے دور میں جمع القرآن مجید اسی طرح عہد عثمانی میں اس کا انتظام و انصرام کا حسین انتظام حجاج بن یوسف کے دور میں قران مجید میں نقاط و اعراب لگانا اور ان کا تحریف سے انکار کرنا اور ساتھ ساتھ مسئلہ سبعہ احرف کے لئے مختلف توجیہات اور اخر میں قول راجح لانا مفتی صاحب کے تفسیر کا عمدہ وصف ہے۔

5. ساتھ ساتھ الفرق بین التفسیر والتاویل، تفسیر کی اقسام علوم القرآن، ناسخ اور منسوخ تفصیل آیات منسوخہ کو بھی اپنی تفسیر میں جگہ دے رکھی ہے۔

6. اس تفسیر میں جگہ جگہ مفسر نے مناسب مقامات پر آحادیث نبویہ ﷺ، آثار اور قوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اقوال تابعین، سلف صالحین کرام سے بھی انہوں نے مناسب انداز میں استدلال کیا ہے۔

7. ہر سورت میں پیش آمدہ فقہی مسئلہ کو نہایت حسین اور بلیغ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ تفسیر محمود کا اکثر محور اور طرہ امتیاز ہی فقہی مسائل کا استنباط اور استخراج ہی ہیں۔

8. جگہ جگہ پر سائنسی تاویلات سے بھی پردہ ہٹایا گیا ہے۔ اس نے چاند پر جانے کی وجہ سے معراج کا واقعہ تسلیم کرنا، ساتھ ساتھ زمین گول ہے یا نہیں لفظ "فراشاً" کی تحقیق اور اس نے اپنی تحقیق میں زمین کا کروی شکل کا فراش کے منافی قرار نہیں دیا ہے۔ اور ان کا یہ قول کہ قرآن مجید میں کہیں بھی کروی ہونے کا انکار نہیں ہے۔[9] الغرض ایسی کئی جگھوں پر مفتی صاحب نے قران مجید کی تفسیر کا جائزہ لیکر سائنس کو ان کے موافق قرار دیا ہے۔

9. ہر جلد کے ابتداء میں فہرست مضامین دی گئی ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہر جلد میں تمام مسائل اور مضامین کا احاطہ ممکن ہو سکے۔ اور مضامین قرآن کو تلاش کرنے میں مدد دی جا سکے۔

تفسیر محمود کیا ہے؟ حقیقت میں مفتی محمودؒ کے ان عظیم علمی اور عبقری شخصیت کی زندگی بھر کی تفسیری تحقیقات کا ایک نچوڑ ہے اور اس کے بارے میں کچھ لکھنا درحقیقت سورج کو انکھ دیکھانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ سورج بلاشبہ کسی بھی تعارف کا محتاج نہیں بلکہ وہ خود اپنی مثال اپ ہے۔ تفسیر محمود مفتی کے ان فقہی، سیاسی اور فلسفیانہ انداز وفکر کا ایک نچوڑ ہے جنہیں آپ کی زندگی میں ہی مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تفسیری ترجمہ کے مزاج کے مطابق بنایا گیا۔ یعنی تفسیر کا ترجمہ مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ہے جبکہ تفسیری نکات مفتی صاحب کے خود ہے اور اس سلسلے میں مولانا مفتی جمیل خان شہیدؒ، مولانا یوسف خان استاد حدیث جامعہ اشرافیہ لاہور اور مولانا حفیظ الرحمن مہتمم مدرسہ معراج العلوم بنوں کے پاس بھی ان کے ترجمے اور تفسیری نکات کے کچھ امالی تھے۔ جنہیں منگوا کر زبردست انداز میں یہی بہترین اور نایاب کام سرانجام دیا گیا۔

قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت:

اس حوالے سے حضرت مفتی صاحب کی نظر کافی باریک بین ہے آپ آیات میں پوشیدہ رموز و دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے قران مجید کی نہایت دل نشین انداز میں وضاحت کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے مفرادات کی تشریح:

آپؒ کی سب سے اہم خوبی یہ بھی ہے کہ قران مجید میں جگہ جگہ ذکر شدہ قران مجید کے قابل غور اور قابل وضاحت پہلو کی نہایت خوبصورت پیرائے میں تشریح کرتے ہیں۔اور اس سلسلے میں نئے امور اور نت نئے نکات کو سامنے لاکر طلباء کرام علوم دینیہ کے اذہان کو ریسرچ فارمیٹ کے نئے زاوائے اور نکتہ نگاہ سے محفوظ کرتے ہیں۔

استدلال بالحدیث:

تفسیر محمود میں بعض جگہوں پر فقہی مباحث کے لئے احادیث کریمہ سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے مثلاً تعویذ پر اجرت کے حوالے مفتی صاحب نے سورۃ الفاتحہ کے اسماء کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔ فاتحۃ الکتاب، الحمد، ام القرآن ،السبع المثانی، الوافیہ، الکافیہ، الکنز، اور الشافیہ۔ اور ساتھ ساتھ لفظ الشافیہ کو احادیث کریمہ کی روشنی میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ، فَقَالَتْ: إِنَّ سَيِّدَ الحَيِّ سَلِيمٌ، وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيَبٌ، فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ، فَرَقَاهُ فَبَرَأَ، فَأَمَرَ لَهُ بِثَلاَثِينَ شَاةً.[10]

ترجمہ: حضرت ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر پر جارہے تھے کہ اچانک ہمارا ایک بستی پر پڑاؤ ہوا۔ تو اسی اثناء میں ایک عورت نے آکر کہا کہ ایک ہمارے قبیلے کا ایک سردار زخمی ہوچکا ہے۔ کیا آپ لوگوں میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ اسی اثنا میں ایک صحابی اٹھے اور اسی عورت کے ساتھ چلے گئے۔ اور انہوں نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کیا اور وہ (سردار) بالکل تندرست ہوگیا۔ اور اسی شخص نے بطور نذرانہ انہیں تیس بکریاں دیں۔ مفتی صاحب کے بقول اجرت علی الرقیہ جائز ہے اور مذکورہ حدیث مرفوع اس کی جواز پر دلالت کرتا ہے۔[11]

علم کلام اور مناظرہ:

تفسیر محمود حقیقیت میں مفتی صاحب کی لیاقت اور قابلیت کا ایک جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اور اس میں مختلف جگہوں پر آپ صاحب نے نہایت متکلمانہ اور فلسفیانہ انداز کو اپنایا۔ اور اس میں آپ صاحب قرانی آیات اور دلائل کے بہترین انداز میں تشریح اور تفسیر کرتے ہیں ۔ بہت سے امور پر باطل فرق کی جانب سے وارد شدہ اعتراضات کی دوٹوک اور منطقی اصولوں کے مطابق رد کرکے اسلام کی اصلی تشخص کو برقرار اور اجاگر کرنے میں بہترین کردار ادا کرتے ہیں۔

مفسرین کے اقوال اور ان میں قول راجح کا تعین کرنا:

اس سلسلے میں حضرت مفتی صاحب کا نکتہ نگاہ کافی گہرا اور اصول پسندانہ ہے۔ اور مفسرین کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد ان میں کافی کاٹ چھانٹ کے بعد قول راجح کو آخر میں لاکر فقہ حنفی کو بطور دلیل اور حجت پیش کرکے واضح اور واشگاف انداز میں فقہ حنفی کی ایک پروقار انداز میں دفاع کرتا ہے۔

فقہی رنگ کا غالب ہونا:

حضرت مفتی صاحبؒ کا طرہ امتیاز اور اوڑھنا بچھونا ہی فقہ حنفی ہے۔ مفتی صاحب کو حقیقت میں مفتی ہی ان کی فقہی انداز و فکر میں مہارت اور نت نئے مسائل کو امت کے سامنے پیش کرنے کی وجہ سے ہی مفتی کہلائے گئے۔ اور ساتھ ساتھ آپؒ نے کہیں بھی قرانی ایات جو کہ

فقہی مسائل کے ساتھ متعلق ہیں۔ تو انہیں نہایت بسیط اور دلنشین انداز میں وضاحت کرتے ہیں کہ قاری انہیں دیکھ کر سمجھ سکتا ہے۔ فقہی مسائل کے بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"ہمارے ایک پاکستانی ڈاکٹر فضل الرحمن یہ ربوا کے بارے میں لکھا ہے کہ سورۃ آل عمران میں جہاں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً [12]"(اے ایمان والوں دوچند در دوچند سود نہ کھاؤ)۔ یہاں ان کے نزدیک دوچند در دوچند سود سے منع کیا گیا ہے۔ مطلقاً سود سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ سو اگر کوئی بھی بندہ ایک ہزار روپے کا قرض لیکر اپ کو اس کے بدلے دو ہزار تک واپس کرتا ہے تو یہ دوچند ہونے کی وجہ سے حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر ایک ہزار کے بدلے ڈیڑھ ہزار کا رقم واپس کرے تو اس میں ڈاکٹر صاحب کے نزدیک کوئی قباحت نہیں اور اس مسئلے پر موصوف نے کافی زور بھی لگایا کیونکہ اسی سے بینکوں کے کافی مسائل حل ہو جاتے بینک کا سود مذکورہ مسئلے کی وجہ سے 6 یا 7 فی صد ہو جاتا اس نے بینک کے سود خوروں کے سود بھی جائز قرار دیا ہے [13]

مولانا مفتی محمودؒ نے اس کا جواب نہایت ہی دلنشین انداز میں دیا ہے اور بطور دلیل قران مجید کا یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں: وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ (اور اگر تم سودی کاروبار سے توبہ کروں گے تو تمہیں رآس المال مل سکتا ہے) مذکورہ آیت کریمہ میں مفتی صاحب کے نزدیک فلکم میں لام استحقاق کے لئے ہے کہ شرعی قانون کی رو سے تم اپنے راس المال کے مستحق ہو یہ مقام ترغیب الی التوبہ کا مقام ہے کہ ہزار کا ڈیڑھ ہزار جائز ہوتا تو پھر صرف راس المال کا ذکر کیوں ہوتا لیکن یہاں اللہ تعالی نے صرف راس المال کا ذکر کیا ہے مقام ترغیب میں سوائے راس لمال کے اور کسی مال کا ذکر نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ راس المال کے سوا اور کوئی مال سود کے معاملے میں جائز نہیں ہے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔[14] رہی بات أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً کی قید کیوں لگائی اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جو بھی بندہ عربیت کا ذرا برابر بھی شعور رکھتے ہیں۔ انہیں اس بات کا ادراک ضرور ہوتا ہے۔ کہ أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً والی قید یہاں احترازی ہی نہیں بلکہ اتفاقی ہے جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہو رہی تھی اس وقت سود اور ربا کی یہی کیفیت یہی تھی۔ کہ یا تو ابتدا ہی سے بہت زیادہ سود مقرر کرتے تھے۔ یا بامر مجبوری أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ہی ہو جاتا تھا اس طور پر کہ ایک مقررہ وقت کے لئے وہ سود دیتے تھے۔ اور جب وہ مدت پوری ہو جاتی تھی تو اور انہیں وہ رقم واپس نہیں ملتی تو وہ سود اور بھی بڑھا دیتے تھے۔ اسی طرح کا صورت حال کئی بار ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے سود أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ہو جاتا تھا۔ سود کی یہی شکل اس وقت زیادہ رائج تھی۔ جو کو وہ أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً کہہ کر حرام قرار دے دیا۔ لہذا مفتی صاحبؒ کے نزدیک ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کی بات یہاں کوئی اعتبار نہیں رکھتا ہے قران وحدیث کی صریح نصوص کے ہوتے ہوئے ان کا رباء کے بارے میں اپنی علیحدہ رائے قائم کرنا الحاد اور زنادقہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔[15]

ربط آیات قران مجید:

ربط آیات کریمہ کے سلسلے میں مفتی صاحب کا طریقہ کار بالکل حضرت شیخ حسین علی الوانیؒ اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے تفسیری انداز و فکر کے یکسر مختلف ہیں۔ اور انہی مذکورہ بالا علماء کرام اور مفسرین نے اس حوالے سے کافی کام بھی کیا ہے جو کہ ہمارے ایک مشعلہ راہ ہیں۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا زاویہ نگاہ یہی ہے کہ رابط آیات کو اسی طرح ضروری خیال نہیں کرتے ہیں۔ اور ان کے بیٹے شاہ رفیع

الدین محدث دہلویؒ کا نکتہ نظر بھی اس حوالے بالکل یہی ہے۔ لیکن اس کے باجود قران مجید میں قرانی آیات اور سور کا پس میں ربط اور ان کا اپس میں کیا تعلق ہے یہ ایک ناگزیر اور غیر معمولی مسئلہ ہے۔ اسی حوالے مولانا مفتی محمودؒ نے ربط قرآنی آیات پر کچھ جگھوں میں کلام فرمایا ہے، لیکن مفتی صاحب کی بھی یہی خاصیت ہے کہ وہ ربط آیات کو تمام جگھوں پر نہیں پرکھتے بلکہ جہاں بھی کہیں فطری ربط پایا گیا وہاں انہوں نے ربط بیان کیا ہے۔ البتہ باتکلف ربط بیان کرنے کی ضرورت انہوں نے محسوس نہیں کی۔

تاریخ وسیاست:

تاریخ وسیاست کے حوالے سے بھی حضرت مفتی صاحب کا انداز وفکر ہی کافی گہرا ہے۔ اور ایک یکتا اور منفرد مقام رکھتا ہے۔ اپ صاحب نے جن تحقیقات عالیہ سے امت کو بہرہ ور اور مستفید کیا ہے۔ وہ درحقیقت تاریخ اور تفسیر کا ایک روشن باب ہے۔ اس سلسلے میں مفتی صاحب کا تفسیری منہج ایک روشن باب اور ایک نئی فکر و نظر کے دریچے کھلوا کر امت کے لئے تحقیق کے نئے دروازے کھلوانے میں اہم کر ادر ادا کرتی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ قران مجید کی آیت کریمہ "وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[16]" کے ذیل میں مفتی صاحب لکھتے ہیں: "ایک ہے حکومت کرنا اور ایک ہے نائب ہو کر حکومت کرنا اگر حاکم علی الاطلاق ہو گا تو ضرر اور فساد ہو گا۔ فرشتوں نے اس کو اصل حاکمیت پر ہی محمول کیا لیکن انسان من حیث الخلیفہ تو پھر اس میں اس یہ فساد بالکل بھی نہیں ہو گا وہ حاکم نہیں ہے بلکہ ان الحکم الا للہ کے حکم خداوندی سے ہی وہ چلتا ہے انسان میں بحیثیت انسان ایک فساد ہے لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ ہو تو پھر فساد ہر گز نہیں ہو گا بلکہ وہ ہر محاذ پر اللہ تعالیٰ کے ہاں سر خم تسلیم کرے گا۔"[17]

عربی قواعد میں نحوی تحقیق کا استعمال:

بعض مقامات پر مصنف بقدر ضرورت نحوی مباحث ترکیب وغیرہ کا تذکرہ بھی کرتے ہیں مثلاً سورۃ الرحمن میں لفظ "قسط" کی تفصیل کچھ یوں کرتے ہیں۔

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ[18]

ترجمہ: اور وزن انصاف اور عدل کے ساتھ قائم رکھو۔ اور وزن کو مت گھٹائیں۔

مذکورہ لفظ "قسط" کی تحقیق کرتے ہوئے مفتی محمود صاحب لکھتے ہیں۔ لفظ ثلاثی مجرد کا صیغہ ہے اور یہ اضداد کے بارے میں ہیں۔ یہی لفظ جب ثلاثی مزید کے ابواب میں استعمال ہوتا ہے تو یہ لفظ اضداد کے باب سے بالکل ہی نکل جاتا ہے۔ اور جب یہ لفظ ثلاثی مجرد کے مصدر کے طور پر کہیں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ اس کے بعد جور اور ساتھ ساتھ ظلم کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ عدل کے مفہوم میں بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔[19]

انہوں نے امام راغب اصفہانیؒ کی کتاب مفرادت القرآن کو بطور حوالہ لاکر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "والقِسْطُ: هو أن يأخذ قسط غيره، وذلك جور"[20]، یعنی یہاں قسط کا معنی ہے کسی اور کا حصہ دبالینا اور یہ صریح ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔ چنانچہ سورۃ الجن میں ایک جگہ ارشاد ہے کہ:

"وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا"[21]

ترجمہ: اور جو (لوگ) ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

مفتی محمود کے ہاں جب یہ ثلاثی مزید فیہ بنیں گے تو پھر "اقسط" انصاف اور عدل کے معنی میں آتے ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہیں:

" وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ "[22]

ترجمہ: اور انصاف کیا کروں کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

عورت کی حکمرانی پر شبہ اور اس کا جواب:

مفتی محمودؒ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے ہاں کوئی بھی عورت کامیاب حکمران نہیں بن سکتی تو پھر اگر کوئی اعتراض کرے کہ ملکہ الزبتھ اور دیگر ممالک کی عورتیں کامیاب حکومتیں کیوں چلارہی ہیں۔؟ اس کا جواب یہی ہے کہ ملکہ الزبتھ ایک بااختیار حکمران نہیں ہے بلکہ مفتی صاحب کے ہاں ایک بے دست پا مجسمہ ہے۔ کیونکہ اختیارات کا مکمل کنٹرول انگلینڈ کے پارلیمنٹ کو ہی حاصل ہیں حقیقت میں ملکہ الزبتھ کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہے۔ اور انہوں نے اس کا دوسرا جواب یہی دیا ہے کہ ان لوگوں کی کامیاب حکومت کی بات کرنا غلط ہے۔ کیونکہ ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے۔ کہ انگلینڈ کے پاس کافی بڑا رقبہ موجود تھا۔ کہ ان پر سورج بھی غروب نہیں ہو جاتا تھا۔ لیکن اب حالات یہاں تک بدل گیئں۔ اور برطانیہ کے سلطنت سے کافی حصے مکمل طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔ لہذا جس قوم نے بھی عورت کو اپنا حکمران بنایا ہے اور انہیں مکمل اختیار دیا وہ ضرور زوال پذیر ہوا۔ اور جہاں تک عورتوں کی بعض ممالک میں حکرانی کا سوال ہے تو یہ شاذونادر ہی ہو گا۔ اس سے قرآن مجید اور آحادیث کریمہ کے ضابطے بالکل ہی متاثر نہیں ہوں گے۔[23]

شرعی عدت کے حوالے سے پاکستانی عائلی قوانین کے بارے میں نکتہ نظر:

مفتی محمودؒ پاکستانی عائلی قوانین کے بارے میں لکھتے ہیں "ہمارے عائلی قوانین میں عورت کے عدت کے حوالے سے نوے دن مقرر کئے گئے ہیں۔ اس بارے میں ان کے ہاں کوئی بھی مزید تفصیل موجود نہیں اگر ہم حیض کے بارے میں گزرنے والی عدت کے بارے میں تحقیق کریں تو وہ تقریباً 39 کی ہو سکتی ہے اور یہ حیض کا کم سے کم دورانیہ ہے سو اس کی اصلی شکل اور صورت یہ ہے کہ اگر طہر کے اختتام پر کوئی بھی بندہ طلاق دیدے اور ساتھ ہی حیض بھی اس کے ساتھ متصل شروع ہو جائے اور یہ بھی واضح ہو کہ حیض کی کم از کم مدت 3 دن جب کہ طہر کی کم سے کم مدت 15 دن ہو سکتا ہے سو پہلا حیض 3 دن اور طہر 15 دن، پھر دوسرا حیض 3 دن اور پھر طہر 15 دن، پھر تیسرا حیض 3 دن یہ کل ملا کر تقریباً 39 دن آتے ہیں گویا اسلام کی نظر میں عدت کی کم از کم مقدار 39 دن ہو سکتی ہے لیکن عائلی قوانین بنانے والوں نے 90 دن مقرر کئے ہیں اور یہ لوگ اب بھی اس پر بضد ہیں کسی بھی انسان کی بات سننے کے لئے قطعاً تیار نہیں لیکن یہ بات انتہائی نامناسب ہے عدت کو 90 دن کے ساتھ خاص کرنا صریح نص کے مخالف ہے اور یہ 90 دن والی عدت صرف اور صرف دو اقسام کے عورتوں کے ہو سکتی ہیں

1. جس کسی بھی لڑکی کو نہایت ہی کم عمری اور صغر سنی کی وجہ حیض آتا ہو۔
2. جس عورت کو بڑھاپے یا انتہائی سخت بیماری کی وجہ سے حیض نہیں آتا ہو۔ اور ساتھ ساتھ مزے کی بات تو یہ بھی ہے کہ جو عورت

غیر مدخول بہاہو اور کوئی اسے طلاق دیدے تو اس کی سرے سے کوئی بھی عدت ہی نہیں، لیکن پاکستان کی عائلی قوانین میں اس کے لئے بھی 90 دن مقرر کئے گئے ہیں یہ قوانین بالکل اسلام کے صریح نص کے خلاف ہے لیکن اس کے باوجود وہ لوگ اس بات پر بضد ہے اب اس قانون کو بدلتے بھی نہیں۔[24]

تقریظات مشاہیر اسلام:

تفسیر محمود پر نامور علماء کرام نے زبردست انداز میں تقریظات کئے ہیں۔ اور بہترین انداز میں حضرت مفتی صاحب کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

1: مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

عام لوگ بلاشبہ حضرت مفتی صاحب کو ایک سیاسی اور عظیم مفکر و مدبر کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ ان کی نگاہ جہاں بین الاقوامی حالات پر تھی، وہاں علوم متداولہ اور جدید و قدیم علوم کے بھی ماہر تھے۔ فتاویٰ محمود کے بعد اب تفسیر محمود کا سن کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اللہ کرے کہ کوئی اللہ کا بندہ حضرت مفتی صاحب کی حیات و سوانح عمری اور کارناموں پر بھی کوئی تفصیل سے روشنی ڈال دے، بہر حال اس عظیم کاوش پر میں جناب محمد ریاض درانی صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے اس عظیم علمی کام پایہ تکمیل تک پہنچایا۔[25]

2: مولانا ابو الزاہد سر فراز خان صفدر صاحب شیخ الحدیث جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

میرے مشاہدے میں ہند و پاک میں چند ایسی شخصیات گزری ہیں جنہوں نے اپنے کردار و عمل سے ان مفروضوں کو غلط ثابت کر کے دنیا کو ورطہء خیریت میں ڈال دیا ہے ان میں سے ایک میرے ممدوح حضرت مفتی محمود صاحبؒ شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان بھی تھے۔ جنہوں نے سیاست ملکی بلکہ سرحد کے وزارت اعلیٰ کے ساتھ ساتھ درس و تدریس، علم و تحقیق اور تفسیر کے دورہ کے ساتھ ایسا انصاف کیا ہے۔ جس کی کم از کم اس دور میں کوئی بھی نظیر نہیں ملتی ہے۔ مولانا محمد ریاض درانی نے مفتی محمودؒ کے دورہ تفسیر کے تفسیری امالی سے تفسیر محمود مرتب کر کے ایک بہترین کام سرانجام دیا ہے۔[26]

3: مولانا سعید احمد جلال پوری خلیفہ مجاز شہید اسلام مولانا یوسف لدھیانویؒ:

تفسیر محمود کیا ہے؟ حقیقت میں مفتی محمودؒ کے ان عظیم علمی اور عبقری شخصیت کی زندگی بھر کی تفسیری تحقیقات کا ایک نچوڑ ہے اور اس کے بارے میں کچھ لکھنا در حقیقت سورج کو انکھ دیکھانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ سورج بلاشبہ کسی بھی تعارف کا محتاج نہیں بلکہ وہ خود اپنی مثال اپ ہے۔ تفسیر محمود مفتی صاحب کے ان فقہی، سیاسی اور فلسفیانہ انداز و فکر کا ایک نچوڑ ہے[27]

حوالہ جات

[1] اکبری، عبدالحکیم، مولانا "ہفت روزہ ترجمان اسلام" لاہور، مرکزی دفتر جمعیت علماء اسلام پاکستان۔ چوک رنگ، محل لاہور، 1981ء، ص5، ج23 ش2 تا8

[2] ایضاً ص6، ج23، ش1

[3] مفتی، محمودؒ، مولانا"، ماہنامہ "تبصرہ"لاہور(مفتی محمود نمبر) دفتر ماہنامہ، تبصرہ، بیرون دہلی دروازہ لاہور، ص16، ج11 ش3، جنور1970

[4] مولاناعبد الحکیم اکبری ڈیرہ اسماعیل خان میں میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہاں سے حاصل کی اور مفتی محمودؒ کے دینی، علمی اور سیاسی خدمات پر پی ایچ ڈی کی ڈگری گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان سے حاصل کیا۔

[5] اکبری، عبد الحکیم، مولانا"ہفت روزہ ترجمان اسلام"مرکزی دفتر جمعیت علماء اسلام پاکستان۔چوک رنگ، محل لاہور، ج23، ص35، ش17،16، 1981

[6] مفتی محمود، مولانا، ماہنامہ "قومی ڈائجیسٹ"لاہور ص239

[7] اکبری، عبد الحکیم، ڈاکٹر "مفتی محمودؒ کی علمی دینی اور سیاسی خدمات"ص92 مکتبہ الحمید بالمقابل گرڈ سٹیشن شیخ یوسف روڈ ڈیرہ اسمعیل خان گومل یونیورسٹی

[8] شہید، جمیل خان، مفتی، مولانا"ہفتہ روزہ ترجمان اسلام لاہور"مفتی محمود نمبر ص367، 368

[9] محمود مفتی، مولانا" تفسیر محمود"، جمعیۃ پبلیکشنز رحمان بازار مچھلی منڈی اردو بازار لاہور، ج1، ص181

[10] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي " الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر رقم الحديث 5007الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى،1422ھ عدد الأجزاء:9

[11] ایضاًص106ج1

[12] آل عمران130:3

[13] محمود مفتی، مولانا" تفسیر محمود"، جمعیۃ پبلیکشنز رحمان بازار مچھلی منڈی اردو بازار لاہور، ج1، ص373

[14] ایضاًص373ج1

[15] ایضاً374

[16] البقرۃ30:2

[17] محمود مفتی، مولانا" تفسیر محمود"، جمعیۃ پبلیکشنز رحمان بازار مچھلی منڈی اردو بازار لاہور، ج1، ص202

[18] الرحمن9:55

[19] محمود مفتی، مولانا" تفسیر محمود"، جمعیۃ پبلیکشنز رحمان بازار مچھلی منڈی اردو بازار لاہور، ج2، ص61

[20] الأصفهانی، أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب (المتوفى: 502هـ)، المفردات في غريب القرآن، صفوان عدنان الداودي، دار القلم، الدار الشامية دمشق بيروت الطبعة: الأولى 1412 هـ،ج1، ص670

[21] الجن15:72

[22] الحجرات،9:49

[23] محمود مفتی، مولانا" تفسیر محمود"، جمعیۃ پبلیکشنز رحمان بازار مچھلی منڈی اردو بازار لاہور، ج3، ص37

[24] ایضاً، ج1، ص342

[25] ایضاً، ج1، ص27

[26] ایضاً، ج1، ص30

[27] ایضاً، ج1، ص25